سرزمین ابراہیم پور ضلع اعظم گڑھ سے شائع ہونے والا پہلا

دینی، علمی، ادبی و اصلاحی رسالہ

ماہنامہ

افکار

جلد (۱) شمارہ (۱)

جمادی الثانیہ ۱۴۴۴ھ ——— جنوری ۲۰۲۳ء

مدیر

حبیب الرحمٰن الاعظمی ابراہیم پوری

فاضل دارالعلوم دیوبند

مجلس ادارت

- مولانا مفتی محمد صادق صاحب قاسمی مبارکپوری
- مولانا مفتی شاکر عمیر صاحب معروفی قاسمی مظاہری
- مولانا مفتی وصی الرحمٰن صاحب قاسمی محمد آبادی
- مولانا مفتی لطیف الرحمٰن صاحب قاسمی جہانا گنجی
- مولانا عبدالعلیم صاحب قاسمی اعظمی
- مولانا شاہ عالم صاحب قاسمی ولید پوری

مجلس انتظامیہ

- ماسٹر قاری شمس الاسلام صاحب اعظمی
- قاری عبدالرحمٰن صاحب اعظمی
- جناب فیصل نعیم صاحب اعظمی
- مولانا نورالاسلام صاحب اعظمی
- قاری حنظلہ توحید صاحب اعظمی
- حافظ محمد اسحاق صاحب اعظمی

زیر اہتمام

انجمن اصلاح معاشرہ، ابراہیم پور، ضلع اعظم گڑھ (یوپی)

ماہنامہ ''افکار'' ابراہیم پور

جلد(۱) جنوری ۲۰۲۳ء شمارہ(۱)

زرتعاون: فی شمارہ =/25 سالانہ عمومی =/300 خصوصی =/500 اعزازی =/1000

آئینہ افکار

(۱)	آئینۂ گفتار (اداریہ)	مدیر کے قلم سے....	۳
(۲)	مناجات مقبول	حبیبؔ اعظمی	۴
(۳)	ہدیۂ درود وسلام	علامہ سیفیؔ الاعظمیؒ	۵
(۴)	اللہ کی عظمت کا خیال	مفتی وصی الرحمٰن قاسمی محمد آبادی	۹
(۵)	مذہب اور ریاست کے مابین.....	مولانا زاہد کمال قاسمی ولید پوری	۱۲
(۶)	خواتین اسلام کے روشن نقوش	حبیب الرحمٰن قاسمی اعظمی	۱۵
(۷)	آج ضرورت ہے سیرت النبیؐ....	مولانا شاکر عمیر معروفی قاسمی	۱۷
(۸)	سیدہ فرحت کی نظم ''استاذ کا ڈنڈا''...	مولانا انصار احمد معروفی قاسمی	۱۹
(۹)	آخری گزارش	ادارہ	۲۴

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔

شائع کردہ

انجمن اصلاح معاشرہ، ابراہیم پور، ضلع اعظم گڑھ (یوپی)

اداریہ ...

آئینۂ گفتار

مدیر کے قلم سے....

ماہ نامہ ''افکار'' کا پہلا شمارہ قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے ہمیں بڑی خوشی ہورہی ہے کہ آج اللہ رب العزت نے ہمیں اِس سعادت کے حصول کا موقع عنایت فرمایا، جو ہماری دیرینہ خواہش اور مدتوں کے ارمانوں کی تکمیل ہے۔

رسالوں کی دنیا میں مختلف ناموں اور عنوانات سے پرچے شائع ہوتے رہے ہیں اور ان کی بھی ایک وسیع تاریخ ہے، نیز آج کے ترقی یافتہ دَور اور موجودہ ملکی و عالمی حالات میں اُن کی اہمیت و ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ ہے، اِس لیے کوئی بھی ذی شعور اور بیدار مغز اُن کی عظمت و ضرورت سے کبھی انکار نہیں کرسکتا۔

انجمن اصلاح معاشرہ ابراہیم پور کے عزائم و مقاصد کے پیش نظر اس کی خدمات کے دائرے کو مزید وسیع کرتے ہوئے اِس دینی و علمی، ادبی و اصلاحی رسالہ کی ضرورت تو پہلے دن سے تھی، لیکن افسوس کہ اس میں تاخیر ہوتی گئی، یہاں تک کہ اراکین انجمن اور احباب ذی وقار کی مسلسل تحریک کے طفیل اب اِس رسالہ کے اجراء کی عملی کوشش آپ کے سامنے ہے۔

اللہ کرے ہماری یہ ادنیٰ کوشش مسلسل کامیابی سے ہم کنار ہو، اور اسے شرف قبولیت حاصل ہو۔

کھول کر آنکھیں مرے ''آئینۂ گفتار'' میں
آنے والے دَور کی دُھندلی سی اک تصویر دیکھ

حبیب اعظمی
یکم جنوری ۲۰۲۳ء

مناجات مقبول

از: حبیبؔ اعظمی ابراہیم پوری

الٰہی تیری چوکھٹ پر کھڑے ہیں بے نوا بن کر
ترے دربار میں آئے ہیں ہم تیرے گدا بن کر

تو ربُّ العالمیں بھی ہے، اَحد تو ہے صَمد تو ہے
ہمیشہ سے ہمیشہ تک، اَزَل سے تا اَبد تو ہے

کریموں میں تو اَکرم ہے، کریمی شان ہے تیری
رحیموں میں تو اَرحم ہے، رحیمی شان ہے تیری

بہت مضطر ہیں ہم، تجھ سے سدا فریاد کرتے ہیں
کہ جیسے ہیں، ترے ہی ہیں، تجھے ہی یاد کرتے ہیں

زمانے کو وَرے، دنیا کو پیچھے چھوڑ کر آئے
ترے ہر ما سوا سے اب تعلق توڑ کر آئے

ترے لاچار بندے ہم، بہت رنجور ہیں یارب
ہوائے نفس وشیطاں سے بہت مجبور ہیں یارب

کرم کردے ہمارے حال پر اَب تو کرم کردے
ہماری زندگی سے دُور ہر رنج والم کر دے

ہماری بے نوائی پر، الٰہی رحم فرما دے
زبانِ بے زبانی پر الٰہی رحم فرما دے

رسول اللہ کی سیرت، ہماری زندگانی ہو
شریعت پر چلیں ہر دم، تری بس مہربانی ہو

❁ ❁ ❁ ❁

ہدیۂ درود سلام

از قلم: الحاج مولانا محمد عمر سیفی الاعظمی ابراہیم پوریؒ

درود اس پر جو تقدیر جبین ماہ تاباں ہے
سلام اس پر جو تنویر رخ مہر درخشاں ہے
درود اس پر ضیاء بزم انجم جس کا ہے صدقہ
سلام اس ذات پر جو پرتوِ انوارِ یزداں ہے
درود اس پر ہے جس کی خاکِ پا سے کہکشاں روشن
سلام اس پر جو بزم قدس کی شمع فروزاں ہے
درود اس پر جو وحدت کے چمن کا پھول ہے لیکن
سلام اس پر، بذات خود گلستاں در گلستاں ہے
درود اس پر پسینہ جس کا برتر مشک و عنبر ہے
سلام اس پر جو رشک خلد، فخر صد بہاراں ہے
درود اس پر نگینہ ہے جو تاج حسن فطرت کا
سلام اس پر کہ ذرہ جس کے در کا ماہ کنعاں ہے
درود اس پر جو ہے عالی نسب، فخر بنی آدم
سلام اس پر فرشتوں سے بھی افضل تر جو انساں ہے
سلام اس پر مخاطب ہے جو ''لولاک لما'' کا خود
سلام اس پر جو روح کن ہے، تخلیقات کی جاں ہے
درود اس پر کہ جو تنہا خدا کے بعد ہے سب کچھ
سلام اس پر کہ ربّ کعبہ خود جس کا ثناخواں ہے

درود اس پر جو آیا رحمۃٌ للعالمیں ہو کر
سلام اس پر جو مخلوقات پر قدرت کا احساں ہے
سلام اس پر جو ہے یٰسین، طٰہٰ اور مُزمّل
سلام اس پر جو لیل قدر کی زلفِ پریشاں ہے
درود اس ذات پر مخفی ہے جو گنجینۂ لا میں
سلام اس پر جو اِلّا اللہ کا لعل بدخشاں ہے
درود اس پر جو ہے الحمد سے والناس تک کامل
سلام اس پر جو خود آئینۂ آیات قرآں ہے
درود اس پر جو سوتا ہے کھجوروں کی چٹائی پر
سلام اس پر جو عرش پاک کی مسند پہ مہماں ہے
درود اس پر کہ جس کا فقر ہے فخر جہاں بانی
سلام اس فاقہ کش پر دونوں عالم کا جو سلطاں ہے

مطلع ثانی

درود اس پر جو الطاف و کرم کا ابر نیساں ہے
سلام اس پر جو باغ کن فکاں پر فیض باراں ہے
درود اس پر از آدم تا مسیحا سب نے بھیجا ہے
سلام اس کے تحیۃ پر جو اب فضل رحماں ہے
درود اس پر جو چمکا ظلمت شرک و ضلالت میں
سلام اس پر جو وحدت کا چراغ زیر داماں ہے
درود اس پر جو آیا مطلع نور سحر بن کر
سلام اس پر جو حسن مقطع شام غریباں ہے

درود اس پر فدا ہے جس پر اقصیٰ کی ضیا باری
سلام اس پر حرم کی ضو فشانی جس پہ قرباں ہے
درود اس پر تن انسانیت کو جس نے جاں بخشی
سلام اس پر جو صد فخر مسیحا و سلیماں ہے
درود اس پر کتاب معرفت کا خود جو ہے تمّت
سلام اس پر کہ عرفاں جس کا ذات حق کا عرفاں ہے
درود اس پر بچائی جس نے معصوموں کی جاں آ کر
سلام اس پر جو بیواؤں یتیموں کا نگہباں ہے
درود اس پر غلاموں کو جو شان خسروی بخشے
سلام اس پر کہ جس کے خلق پر ہر عقل حیراں ہے
درود اس پر اکیلی جاں پہ جس کے مدعی لاکھوں
سلام اس پر جو خوں سے تر بتر ہو کے بھی خنداں ہے
درود اس پر جو بعد فتح مکہ بھی نہ اِترایا
سلام اس پر جو مہر عفو کا اک بحر فیضاں ہے
درود اس پر ہے بس رحمت ہی رحمت زندگی جس کی
سلام اس ذات عالی پر جو بس احساں ہی احساں ہے
درود اس پر جو شبنم سے بھی نازک تر لطافت میں
سلام اس پر گزر جس کا شراروں پر بھی آساں ہے
درود اس پر تبسم ریز ہے جو گالیاں سن کر
سلام اس پر جو اپنے دشمنوں پر بھی گل افشاں ہے
درود اس پر ہزاروں بلکہ لاکھوں بار ہر پل میں
سلام اس پر کرم جس ذات کا بے حدّ و پایاں ہے

مطلع ثالث

درود اس پر وہی بعد خدا جو صرف ذی شاں ہے
سلام اس پر وَرَفَعْنَا لَكَ میں جو نمایاں ہے
درود اس پر جو ہے آئینہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ
سلام اس پر لِيَغْفِرَ لَكَ میں جس کا نام پنہاں ہے
درود اس پر جسے صدیق اکبر سا ملا ساتھی
سلام اس پر جو یار غار کا اپنے نثار خواں ہے
درود اس پر عمر فاروق جس کے جاں نثاروں میں
سلام اس پر جلال حق کا جس کے ساتھ طوفاں ہے
درود اس پر کہ ذوالنورین کو اپنا لیا جس نے
سلام اس پر کہ جس کا دست نوری دست عثماں ہے
درود اس پر علی ہے جس کا بھائی اور خلیفہ بھی
سلام اس پر جو زہرا سونپ کر حیدر کو شاداں ہے
درود اس پر ملیں جس کو خدیجہ، عائشہ، حفصہ
سلام اس پر جو زینب اور جویریّہ پہ نازاں ہے
درود اس پر حسن جیسا نواسہ مل گیا جس کو
سلام اس پر کہ جس کا لاڈلا شاہ شہیداں ہے
درود اس پر کہ جس پر ختم ساری عظمت ورفعت
سلام اس پر جو ختم انبیاء، ختم رسولاں ہے
درود اس پر مرے خامہ پہ ہے جس کا کرم سیفی
سلام اس پر جو میری شاعری کا پہلا عنواں ہے

ناقل: حنظلہ توحید اعظمی

اللہ کی عظمت کا خیال

نتائج وثمرات

مفتی وصی الرحمٰن قاسمی محمد آبادی

اللہ تعالی کی عظمت کا ہر آن ہم کو خیال ہونا چاہیے؛ کیوں کہ یہ عظمت اتنی عظیم الشان شی ء ہے کہ جس انسان میں یہ جگہ بناتی ہے، اس کو ہر چیز کے من جانب اللہ ہونے کا احساس جگاتی ہے اور کوئی چیز جب کرنا چاہتا ہے تو سب سے پہلے اللہ کی مرضیات کی جستجو میں لگتا ہے، اپنے پر انسان غور کرتا ہے تو اسے معبود حقیقی کی معرفت حاصل ہوتی ہے،سوچتا ہے کہ یہ میری جان ہے، اس کا بھی حق ہے، اس کے کیا کیا حقوق ہیں؟ اپنی جان عزیز کو کہاں صرف کرنا چاہیے؟ جب یہ فکر دامن گیر ہوتی ہے تو وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون سے اپنا مقصد تخلیق سمجھ کر عبادت میں مستغرق ہوجاتا ہے، اوراس میں اللہ کے احکام کو دھیان میں رکھتے ہوئے نماز پڑھتے وقت روزہ، زکوۃ، حج کی استطاعت کے وقت اور دیگر عبادات کوانجام دیتے وقت اس بات کی جد وجہد کرتا ہے کہ کس طرح سے ہمارا خدا ہم سے ان عبادات کو کرنے کی تاکید کرتا ہے، چناں چہ قیام، قرأت، رکوع، سجدے، قعدے میں اللہ کی مرضی، روزہ میں اللہ کی مرضی، زکوۃ میں اللہ کی مرضی، حج میں اللہ کی مرضی، دیگر احکام کو بجالاتے وقت اللہ کی مرضی پیش نظر رکھ کر زندگی گذارتا ہے۔

کیوں کہ سب چیزیں زمین وآسمان اسی کی ہیں، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

للّٰہ ما فی السموات والارض ان اللّٰہ ھو الغنی الحمید.

چاند، سورج، ستارے اور آسمان کی بہت سی چیزیں، اسی طرح زمین کے مکین

ومکان اور زمان، سب اسی رب ذوالجلال کے۔

هو الذى جعل لكم الليل لتسكنوا فيه والنهار مبصرا، إن فى ذلك لآيات لقوم يسمعون.

وہی ذات ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی، تاکہ آرام کرسکو اور دن کو کام کاج کے لیے بنایا، یقیناً اس میں البتہ سننے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

آنکھ، کان، دل ودماغ اسی کے دیئے ہوئے ہیں۔

قل هو الذى أنشأكم وجعل لكم السمع والأبصار والأفئدة قليلا ما تشكرون.

(اے اللہ کے نبی) کہہ دیجئے کہ وہی ذات ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لیے کان اور آنکھ اور دل بنایا، تم تھوڑا شکر ادا کرتے ہو۔

آیت مذکورہ میں خصوصیت سے کان، آنکھ، دل کا تذکرہ اس وجہ سے ہے کہ سونگھنے، چکھنے، اور چھونے سے بہت کم چیزوں کا علم انسان کو حاصل ہوتا ہے، اس کی معلومات کا بڑا مدار سننے اور دیکھنے پر ہے اور اس میں بھی سننے کو مقدم کیا گیا، غور کرو تو معلوم ہوگا کہ انسان کو اپنی عمر میں جتنی معلومات ہوئی ہیں، ان میں سنی ہوئی چیزیں بہ نسبت دیکھی ہوئی چیزوں کے بدر جہا زائد ہوتی ہیں، اس لیے ان دو کے ذکر پر اکتفار کیا گیا۔

اور تیسری چیز قلب ہے کہ وہ اصل بنیاد اور مرکز علم کا ہے۔ آنکھوں سے دیکھی ہوئی اور کانوں سے سنی ہوئی چیزوں کا علم بھی قلب یعنی دل پر موقوف ہے۔

(معارف القرآن جلد ہشتم)

اس آیت میں گرچہ خطاب کفار کو ہے، لیکن اس میں ہم مسلمانوں کو بھی بڑی نصیحت ہے کہ کان سننے کے ہیں، لہذا اس سے وہی بات سنیں جو سننے کا حکم دیا گیا، شکوہ

شکایت، غیبت، چغلی کی باتیں نہ سنیں، اور آنکھ سے وہی چیز دیکھیں جو دیکھنے کا حکم ہے کہ کائنات میں کیسی کیسی چیزیں اللہ نے ہمارے فائدے کے لیے پیدا کی ہیں، اسی کی رضا میں آنکھ کا استعمال ہو، اس کے غلط استعمال سے بچیں، اگر یہ تینوں اعضاء صحیح ہو گئے تو انسان نیک ہو جائے گا اور دل و دماغ، آنکھ کان کے گناہ سے بھی بچ جائے گا۔

اور بھی اللہ نے کھانے پہننے اوڑھنے، رہنے سہنے کی چیزیں عنایت کیں۔

اب اگر اللہ کی عظمت کا دل میں خیال ہے تو کھانا کھاتے وقت کھلانے والے اللہ کا نام نہیں بھول سکتے، کپڑا زیب تن کرتے وقت پہنانے والے کا نام نہیں بھول سکتے، اسی طرح دیگر ضروریات کی حاجت کے وقت رب العالمین کو فراموش نہیں کر سکتے، اور جو بندے ایک دوسرے سے آپس میں اللہ کی عظمت کی خاطر محبت کرتے ہیں ان کو یہ بلند مقام ملے گا جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے:

عن أبی هريرة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول الله صلی اللّٰه عليه وسلّم: إن اللّٰـه تعالی يقول يوم القيامة: أين المتحابون بجلالی اليوم أظلهم فی ظلی يوم لا ظل إلا ظلی. رواه مسلم.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ کہاں ہیں میری عظمت کی خاطر ایک دوسرے سے آپس میں محبت رکھنے والے؟ آج میں ان کو اپنے سایہ میں رکھوں گا، آج میرے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

آج دنیا میں جو بھی تباہیاں مچی ہوئی ہیں، اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم بندے عظمت الٰہی ومحبت الٰہی کے علاوہ زندگی گذار رہے ہیں، جس کی وجہ سے ہزار ہا مصائب ومشکلات میں ہماری زندگی گھری ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی عظمت ومحبت عطا فرمائے۔ آمین

❁ ❁ ❁ ❁

مذہب اور ریاست کے مابین رشتوں کی نوعیت

مولانا زاہد کمال قاسمی ولید پوری

مذہب اور ریاست کا رشتہ کس نوعیت کا ہونا چاہیے؟ ایک بنیادی سوال ہے، جس کا جواب ہر شخص اپنی بساط کے مطابق ضرور دیتا ہے، ہندوستانی شخص بنیادی طور پر مذہبی انسان ہوتا ہے، لیکن ہندستانی قانون بنیادی طور پر سیکولر اور لا مذہب ہے، اگر ہم عالمی منظر نامے کو دیکھیں تو موٹے طور پر پانچ نوعیت کے رشتے نظر آتے ہیں۔

(۱) نیا نیا پیار، نئی نئی بہار، ۱۶/ برس کی کچی عمر، نا تجربہ کاری کا دَور، اور نئے احساسات کی شدت، اس پیار میں محبوب ہی پوری کائنات ہے، معشوق ہی زمین ہے، معشوق ہی آسمان ہے، اس کا خیال ہی اعصاب پر صبح وشام سوار ہے، مانو جس دن محبوب کو یاد نہ کیا، وہ دن زندگی کا آخری دن ہوگا، ایسے نظام میں مذہب ہی سب کچھ ہوتا ہے، مذہب سے ہی سب کچھ ہے، جیسے ویٹیکن سیٹی، ایران، اس کو ہم تھیوکریسی یعنی مذہبی حکومت کہتے ہیں۔

(۲) شادی کی بعد کا پیار جہاں گھریلو ذمہ داریاں، نت نئے چیلنج، مزاج کا فرق، عادتوں کا اختلاف، لہجوں کی شدت، غلط فہمیوں کا سلسلہ، ہر قدم پر ایک نیا مسئلہ کھڑا کرتے رہتے ہیں، اور کچی عمر کے کچے پیار کو نت نئے طریقوں سے آزمائشوں کی چکی میں پیس کر زندگی دوبھر بناتے رہتے ہیں، ہر صبح ایک نئی زندگی ہوتی ہے، اور ہر دن ایک نیا چیلنج ہوتا ہے، مانو بندے نے پیار نہیں کیا، آسمان سر پر اٹھالیا، حالت یہ ہے، نہ

نگلتے بنے نہ اگلتے بنے، اس نظام میں مذہب کو منائے بے غیر کوئی بڑا قدم نہیں اٹھایا جاسکتا، جیسے پاکستان، اس نظام کو ہم سیمی تھیوکریسی Semi Theocracy کہہ سکتے ہیں۔

(۳) جدائی کے بعد دشمنی کا دور، یعنی مذہب سے جانی دشمنی کا رشتہ، جیسے کمبوڈیا، نارتھ کوریا، چین اور روس میں کسی وقت میں دیکھا گیا، جہاں لاکھوں لوگوں کو صرف ان کے مذہب کی وجہ سے موت کی نیند سلا دیا گیا۔ یہ حالت عام طور پر کٹر مارکس وادی حکومتوں میں پیدا ہوتی ہے۔

(۴) جدائی کے بعد شدید بے رخی اور نظرانداز ی کا دور، کہ محبوب کا دیدار بھی گوارا نہیں، اگر سامنا ہو بھی جائے تو نظریں پھیر لیں، یا راستہ ہی بدل لیں، جیسے فرانس جہاں مذہبی علامتوں جیسے نقاب، صلیب، ٹیکا، پگڑی، عید، دیوالی، کرسمس، جیسی تمام مذہبی علامتوں پر پابندیاں عائد ہیں۔ سرکاری مقامات، آفس اور اداروں میں ان علامات کو پوری طرح بَین کر دیا گیا ہے، اس نظام کو ہم منفی سیکولرزم کہتے ہیں۔

(۵) یکطرفہ محبت کا دور، اور وہ بھی دل میں چھپی چھپی سی، دبی دبی سی سہمی ہوئی محبت کا دور، جس کا راز دار فرشتوں کے سوا کوئی نہیں، جہاں محبوب کی خیر خواہی، اس کی پسند اور اس کی مرضی ہی محبت کا عنوان ہے، یہاں عشق اپنے محبوب کو خود غرض نہیں بناتا، بلکہ محبوب کو اپنی زندگی میں خوش دیکھنا چاہتا ہے، اور اس کو اپنی زندگی جینے کا پورا موقع دیتا ہے، یہاں ریاست ہر مذہب کو ایک آنکھ سے دیکھتی ہے، چاہنے والوں کو بھی اور نہ چاہنے والوں کو بھی، کسی کے ساتھ بھید بھاؤ، امتیازی سلوک اور مراعات نہیں برتی۔

غیروں پہ کھل نہ جائے کہیں راز دیکھنا
میری طرف بھی غمزہ غماز دیکھنا
محفل میں تم اغیار کی، دزدیدہ نظر سے
منظور ہے، پنہاں نہ رہے راز تو دیکھو

جیسے پری زاد ڈرامے میں، پری زاد کی یک طرفہ محبت ناہید کے لیے، ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب ناہید نے پریزاد کی زندگی میں آنے کی خواہش ظاہر بھی کی تو اس نے سلیقے سے منع کر دیا، لیکن جب کبھی شدید ضرورت پیش آئی، راز داری کے ساتھ ہر ممکن مدد کی، ہندوستانی آئین کا مذہب کے تعلق سے یہی رشتہ ہے۔

ہندوستانی آئین نہ مذہب کا دشمن ہے، نہ مذہب کا گرویدہ عاشق، اور نہ مذہب سے بیزار، ہندوستانی آئین کو مذہب سے یک طرفہ دبی دبی، دھیمی آنچ پہ پکی ہوئی محبت ہے، جس میں بے تحاشا خیر خواہی ہے، اور محبوب کے لیے ہزاروں نیک تمنائیں، آئین نہ مذہب کی زندگی میں بے جا دخل دیتا ہے اور نہ تو کوئی شدید بے رخی کا راستہ اپناتا ہے، بلکہ مذہب کو اپنی زندگی اپنی مرضی کے مطابق جینے کا پورا موقع دیتا ہے، بشرطیکہ نظم ونسق، صحت عامہ، اور عام اخلاقیات کی خلاف ورزی نہ ہو، اس نظام کو ہم مثبت سیکولرزم کہتے ہیں۔

❁ ❁ ❁ ❁

(بقیہ ص ۱۶ کا)........بے مثال ہیں اور علم وفضل میں بھی با کمال ہیں، اور ان کے قدم بقدم بعد کی خواتین میں بھی دین کے یہ نمایاں اوصاف وکمالات اور جواہرات ہر دور میں موجود رہے ہیں اور آج بھی امت مسلمہ ان خواتین اسلام کے روشن نقوش کو اپنے لیے سرمایۂ افتخار اور ان کے نقوش حیات کو اختیار کرنا اپنے لیے سعادت سمجھتی ہے۔

خواتین اسلام کے روشن نقوش

مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی اعظمیا براہیم پوری

اسلام کی روشن تاریخ ہر دور میں طاعت وعبادت، علم وعمل، فکروفن، عزم وہمت اور ایثار وقربانی کے ساتھ عروج وسربلندی کی تاریخ رہی ہے، جس کے ہر ہر ورق پر اسلام کے نام لیواؤں کے زریں حالات، مثالی کارنامے، روشن خدمات اور سنہرے واقعات موجود ہیں، ان میں جہاں مرد حضرات کے مآثر وخدمات ہیں، وہیں خواتین اسلام کے بھی واقعات ہیں اوران کے بھی مستقل تذکرے موجود ہیں، جن میں اسلام کی ان عظیم ومقدس خواتین کے فضائل وکمالات، ان کے پاکیزہ اوصاف وخصائل، ذوق عبادت اور شوقِ شہادت کے انمٹ نقوش تاریخ اسلام کی سہ سرخیاں بن کر چمک رہے ہیں، بل کہ بعض مواقع تو ایسے ہیں جن میں یہ خواتین، عظمت وفضیلت اور حصول سعادت میں مردوں سے بہت آگے بڑھ گئیں۔

اسلام کی تاریخ میں عورتوں کو ہمیشہ یہ فخر واعزاز حاصل رہے گا کہ اللہ کے رسول ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والی اور آپ کی ہر ممکن نصرت واعانت کرنے والی آپ کی شریک حیات ''حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا'' ہیں، اور اللہ کی راہ میں سب سے پہلے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے والی ''حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا'' ہیں۔

ہجرتِ مدینہ سے پہلے اور بعد کے ادوار وحالات پر نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دین کے لیے قربانیاں دینے میں اسلام کی مقدس خواتین بھی مردوں سے پیچھے نہیں ہیں، اگر مکہ میں مسلمان مردوں نے کفار ومشرکین کے ظلم وستم جھیلے ہیں تو مظلومیت کی اس الم ناک داستان میں ایمان لانے والی وہ کمزور ومجبور اور

مظلوم خواتین بھی ہیں، جو کفار کے ہاتھوں مشق ستم بنی رہیں، حالات سے پریشان ہو کر ایمان کی حفاظت کے لیے حبشہ ہجرت کرنے والے مظلوم مسلمانوں کے ساتھ چند خواتین اسلام بھی موجود ہیں، بیعت عقبہ کے واقعہ میں رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت اسلام کرنے والے یثرب کے مقدس نفوس میں بھی خواتین موجود ہیں، شعب ابی طالب کے الم ناک زمانہ محصوری میں مردوں کے ساتھ عورتیں اور بچے بھی تین سال تک مشقتیں جھیل رہے ہیں، اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد بڑھ رہی ہے، ان میں بھی خواتین کی تعداد قابل ذکر ہے۔

خواتین اسلام کے آثار وخدمات ہر دَور میں نمایاں ہیں اور ہجرتِ مدینہ کے بعد خواتین کا عظیم کردار مزید نکھر کر سامنے آتا ہے، ایک طرف جہاں ان خواتین میں ''مہاجرات'' ہیں، وہیں ''انصاریات'' بھی ہیں، اور ہر دو طبقہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کرنے والی عظیم صحابیات بھی ہیں، مہاجرات اور بیعت والی صحابیات کا صراحتاً ذکر قرآن میں بھی ہے۔

اسلام کی مثالی خواتین میں ''غازیات ومجاہدات'' بھی ہیں، خاتونِ احد حضرت ام عمارہؓ اور ان کے خاندان کی قربانیوں سے کون ناواقف ہوگا، حضرت صفیہؓ عمۂ رسول کی بہادری سے کون ناآشنا ہوگا، حضرت عائشہؓ وام سلیمؓ کی خدمات کون نہیں جانتا، حضرت اسماء کے عزم وحوصلہ کی داستان کس نے نہیں سنا ہوگا؟؟

اسلام کی ان مقدس خواتین میں ''ازواجِ مطہراتؓ اور بنات رسول ﷺ'' کے فضائل ومناقب، ان کے حالات وخدمات اور واقعات سے بھلا کس بدنصیب کو انکار ہوسکتا ہے؟ ''صحابیات کرامؓ'' کے علمی وعملی کارناموں کی ایک طویل فہرست ہے، اوران کے بعد تابعیات وتبع تابعیات میں بھی ایسی عظیم خدمات کی حامل ہستیاں ہیں، جن کی تفصیلات کے لیے دفتر درکار ہے، ان میں عالمہ بھی ہیں، مفسرہ ومحدثہ بھی ہیں، حافظہ وقاریہ بھی ہیں، فقیہہ ومجاہدہ بھی ہیں، جو زہد وتقویٰ میں بھی ..... (بقیہ ص ۱۴ پر)

آج ضرورت ہے "سیرۃ النبی ﷺ" پر عمل کرنے کی

مولانا محمد شاکر عمیر معروفی قاسمی مظاہری

جس ذات اقدس نے حیوانیت کو انسانیت میں تبدیل کر دیا، جس نے دم توڑتے لوگوں کو حیات جاودانی عطا کی، جس نے کشت وخون میں زندگی گزارنے والوں کو اخوت و بھائی چارگی کا مثالی نمونہ بنادیا، جس ہستی کے ذریعہ صنف نازک کے حقوق کی بازیابی ہوئی، جس نے ظلم وجور کے استبداد کو مٹادیا، جس نے خود مختاری اور تعدی وزیادتی کی تاریکی کو عدل وانصاف کی روشنی سے تبدیل کر دیا، جس نے حق دار کا حق دلایا، جس نے ناحق جنگ وجدال کا لامتناہی سلسلہ توڑ دیا، جس نے گم گشتۂ راہ کو راہ حق دکھائی، جس نے ناچ گانے، ڈھول تاشے بند کروائے، جس نے شراب نوشی کی عادت ترک کروائی، جس نے بیواؤں اور یتیموں کو سہارا دیا، جس نے سسکتی دنیا کی پیاس بجھائی، جس سے تڑپتے عالم کو سکون عطا ہوا، وہ ذات کوئی معمولی ذات نہیں، بلکہ خلق خدا میں سب سے برگزیدہ، سب سے اعلیٰ، سب سے ارفع، سب سے بلند، سب سے برتر اور سب سے افضل ہے، جو مکارم اخلاق کو مکمل کرنے والا، عالم کو علم ومعرفت کے نور سے منور کرنے والا، مخلوق کی عبادت سے خالق کی عبادت کی طرف لانے والا، کفر وشرک کی گھٹاٹوپ اندھیریوں سے نکال کر ایمان کے اجالوں کی طرف لانے والا، انسانیت کو دائمی خسارے سے بچانے کی سعیٔ پیہم کرنے والا، حق تعالیٰ نے جس کے اخلاق کریمانہ کو اسوہ ونمونہ بنایا، جسے شب معراج جنت وجہنم کی سیر کرائی، بیت المقدس میں جس کو انبیاء کی امامت کا شرف عطا کیا، جس کے اخلاق بے نظیر، جس کے اطوار

بے نظیر، جس کے کردار بے نظیر، جس کی عادات بے نظیر، جس کے افعال بے نظیر، جس کی آل واولاد بے نظیر، جس کے اصحاب بے نظیر، جس کا سراپا بے نظیر، وہ صدق وصفا کا پیکر، جود وسخا کا سمندر، امانت ودیانت کا خوگر، جس کو حق تعالی نے کبھی یا أیھا المزمل کہہ کر پکارا، کبھی یا أیھا المدثر سے ندا دی، کبھی آپ کو "وما ارسلنك الا رحمة للعالمین" کی سند دی گئی، کبھی یاسین وطہ سے خطاب کیا گیا، کبھی "ورفعنالك ذکرك" کے ذریعہ انفس وآفاق میں آپ کی برتری کا اعلان کرایا گیا۔

قارئین! ایک طرف حضرت نبی مکرم ﷺ کی بے مثال حیات کے یہ مختلف گوشے ہیں تو دوسری طرف عام حیات انسانی ہے کہ جسے اجڑے ہوئے طویل عرصہ گزر چکا ہے، خیر خواہی اپنی آخری سانسیں لے رہی ہے، اخوت و بھائی چارگی ناپید ہے، امن وشانتی مفقود ہے، ہمدردی دم توڑ چکی ہے، خوشحالی کا جنازہ نکل چکا ہے، کبر وحسد عروج پر ہے، باطل دندنا رہا ہے، حقوق انسانی پامال ہو رہے ہیں، ظلم وجور کا بازار گرم ہے، جبر وتشدد سر چڑھ کر بول رہا ہے، ہر طرف نفرت وعداوت کی آگ لگی ہوئی ہے، ایسا لگتا ہے کہ وہی دور جاہلیت عود کرنا چاہتا ہے جس کی بیخ کنی کے لئے رحمۃ للعالمین ﷺ کو مبعوث کیا گیا تھا، الغرض موجودہ دور، جاہلیت کی منہ بولتی تصویر بن گیا ہے، ایسے پر آشوب دور اور لادینیت زدہ ماحول میں پوری انسانیت مسیحائی ورہبری کی منتظر ہے، ان ناگفتہ بہ حالات میں ہمیں بس ایک شمع ایسی نظر آتی ہے جو اپنی کرنوں سے راہیوں کو منزل مقصود تک پہنچانے کی صلاحیت رکھتی ہے، اور ہر ایک کی رہبری کرسکتی ہے، وہ ہے "شمع سیرۃ النبی ﷺ"، کیوں کہ تاریخ گواہ ہے کہ انسانیت کا سب سے بڑا بہی خواہ اگر کوئی گزرا ہے تو وہ سید الانبیا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ (فداہ ابی وامی) ہیں۔

تو آیئے سیرۃ النبی ﷺ کو پڑھیں، اس پر لکھیں اور عملی تصویر بن کر بھی اس کو عام کریں۔

❁ ❁ ❁ ❁

سیدہ فرحت کی ایک نظم

’’استاد کا ڈنڈا‘‘ کا مطالعہ

مولانا انصار احمد معروفی قاسمی

بچوں کی کردار سازی میں اہم رول ادا کرنے والے پہلے والدین اور پھر اساتذہ ہوا کرتے ہیں، خاص طور سے ماں کے ذریعے گھر پر تربیت ملتی ہے اور تعلیم مدرسے میں، پھر بھی تعلیم گاہوں میں تعلیم اور تربیت دونوں حاصل کی جاتی ہیں اور یہ دونوں آپس میں لازم وملزوم سمجھے جاتے ہیں، مگر بچے ماں سے زیادہ قریب ہوتے ہیں، جب کہ اساتذہ کا رعب بچوں کے اعصاب پر سوار رہتا ہے؛ کیوں کہ ان کی جانب سے کچھ سخت سست الفاظ بھی سننا پڑتا ہے، ڈانٹ ڈپٹ کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور بوقت ضرورت مار بھی کھانی پڑ جاتی ہے، اس لیے بچہ عام حالات میں اسکول میں ذرا ڈرا سہما رہتا ہے، کسی بھی معاملے میں مارنا پیٹنا آخری علاج کے طور پر گوارا کیا جاتا ہے، نہ کہ ابتدائی احوال اور روزمرہ کے معمولات کی صورت میں بچے شفقت، نرمی، پیار اور محبت کے بھوکے ہوتے ہیں اور موم کی طرح ملائم ہوتے ہیں:

میرا ایک شعر ہے:

موم ہوتے ہیں بہت جلد پگھل جاتے ہیں
جیسے سانچے میں انہیں ڈھالیے ڈھل جاتے ہیں

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بچوں پر خاص طور پر شفقت کرنے کی تعلیم دی ہے، اور خود آپ کا یہی معمول بھی تھا، آپ ﷺ استاذ بنا کر دنیا میں بھیجے گئے تھے،

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبیؐ کی دس سال تک خدمت کی، میں چھوٹا تھا، مگر آپ کی شفقت کی انتہا تھی کہ آپ نے میرے کسی کام کے کرنے پر یہ نہیں کہا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ یا نہ کرنے پر یوں نہیں کہا کہ تم نے یہ کیوں نہیں کیا؟

ماہرین نفسیات کا بھی کہنا ہے کہ بچوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا چاہیے، تعلیم گاہوں میں انہیں مارنے پیٹنے کے بجائے پیار اور محبت سے کام لینا چاہیے۔

اس کے علاوہ حکومت کی جانب سے بھی مارنے اور تشدد پر پابندی عائد ہے، پھر بھی اکثر اسکولوں سے خبر آتی ہے کہ فلاں استاد نے فلاں بچے کو اتنا مارا کہ اس کی ہڈی ٹوٹ گئی، یا بیہوش ہو گیا اور بعض جگہ سے تو مارنے سے موت کی خبر بھی آئی ہے۔

قومی منزل کی خبر کے مطابق:

> ''اوریا: ستمبر ۲۰۲۲ء: اتر پردیش کے ضلع اوریا میں ایک اسکول ٹیچر نے ٹیسٹ میں محض ایک لفظ غلط لکھنے پر طالب علم کو اتنا پیٹا کہ اس کی موت ہو گئی، پولیس نے اس ضمن میں ٹیچر کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے، ٹیچر فرار ہے، پولیس نے پیر کو بتایا کہ ضلع کے اچھلدا تھانہ علاقے میں قصبہ پھپھوند روڈ واقع آدرش انٹر کالج کے سماجی وگیان کے ٹیچر نے ٹیسٹ میں ایک غلط لفظ لکھنے کے بعد طالب علم کی لات، گھونسوں سے جم کر پٹائی کر دی، جس سے طالب علم کی حالت نازک ہو گئی اور کئی دنوں تک علاج کرانے کے بعد آج صبح طالب علم کی موت ہو گئی۔''

اس تشدد کے تناظر میں سیدہ فرحت کی نظم ''استاد کا ڈنڈا'' ملاحظہ کریں، جس میں ایک ڈنڈا گزیدہ بچہ لوگوں سے درخواست کر رہا ہے کہ اب ڈنڈے کا زمانہ نہیں رہا، اس لیے ہم تو بچے ہیں، جو احتراماً استاد کے ہاتھ سے ڈنڈا نہیں لے سکتے، اس لیے یہ کار نیک کسی دور اندیش کو آگے بڑھ کر انجام دینا چاہیے، نظم پر مزید روشنی ڈالنے سے قبل پہلے شاعرہ کا تعارف کرانا بہتر ہوگا۔

اس نظم کی خالق سیدہ فرحت ہیں جن کا اصلی نام: کرامت فاطمہ ہے، جن کی

پیدائش: یکم اپریل ۱۹۳۸ء کو بھوپال، مدھیہ پردیش میں ہوئی اور وفات :۱۱رفروری ۲۰۰۳ء کو پیش آئی،ان کا اجمالی تعارف ریختہ سے پیش خدمت ہے:

سیدہ فرحت آٹھویں کلاس تک بھوپال میں سلطانیہ اسکول میں تعلیم پائی جہاں ان کے والد محکمہ پولیس کی ملازمت کے سلسلے میں مقیم تھے،ان کے انتقال کے بعد اپنے ماموں ڈاکٹر عابد حسین کے پاس جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی آ گئیں اور ان کی نگرانی میں گھر پر ہی تعلیم حاصل کی، بارہ سال کی عمر سے شاعری شروع کی، جعفر علی خاں اثر سے کلام پر کچھ عرصے تک اصلاح لی، ان کا کلام ماہنامہ ''شاہراہ''، ''نئی روشنی''، ''آجکل'' اور دیگر رسائل میں شائع ہوتا رہا۔

جب جامعہ ملیہ میں انجمن ترقی پسند مصنفین کی شاخ قائم ہوئی تو اس کی ممبر بنیں،شادی کے بعد علی گڑھ منتقل ہو گئیں، وہاں ۱۹۶۲ء میں خواتین کی ادبی انجمن ''بزم ادب'' قائم کی جو آج بھی فعال ہے، وہ فلاحی کاموں میں بھی سرگرم رہیں،ان کے دو شعری مجموعے ''بزم خیال'' اور ''ساز حیات'' ہیں اور بچوں کے لئے نظموں کی کتاب ''بچوں کی مسکان'' ہے، جو ان کی بیٹی نے سن ۲۰۱۶ء میں ''کلیات سیدہ فرحت'' کے نام سے شائع کی۔(ریختہ)

اب سیدہ فرحت کی دلچسپ نظم ملاحظہ کریں، یہ نظم چار مصرعے اور ایک ترجیع بند پر مشتمل ہے، مطلع میں شاعرہ نے جارحانہ انداز اپنایا ہے، وہ بھی یہ انداز اس لیے اختیار کیا ہے کہ وہ ایک ایسے بچے کی زبانی یہ نظم پیش کر رہی ہیں جو اپنے استاد سے مار کھائے ہوئے ہے، محترمہ کہتی ہیں:

چھین لے ہاتھ سے استاد کے ڈنڈا کوئی
بدلے ڈنڈے کے کھلا دے ہمیں انڈا کوئی

مطلع بتا رہا ہے کہ مار کھاتے کھاتے بچہ اوب چکا ہے اس لیے وہ ڈنڈا چھیننے کی صلاح دے رہا ہے۔

وہ ڈنڈا کے ہم وزن انڈا کھلانے کی درخواست کر رہا ہے جس میں طبی فوائد بھی ہیں، جب کہ ڈنڈے سے بدن کو صرف تکلیف پہنچتی ہے:

انڈا کھانے سے لہو جسم میں بڑھ جاتا ہے
چست ہوتا ہے بدن، ذہن نکھر جاتا ہے
ڈنڈا لیکن ہمیں کیا فائدہ پہنچاتا ہے
جسم کو دیتا ہے دکھ، ذہن کو الجھاتا ہے
چھین لے ہاتھ سے استاد کے ڈنڈا کوئی
بدلے ڈنڈے کے کھلا دے ہمیں انڈا کوئی

ڈنڈے کی مذمّت کرتے ہوئے سیدہ بچے کی زبانی کہتی ہیں:

کس قدر دیتے ہیں دکھ ہم کو یہ ہائے ڈنڈے
ساری دنیا سے خدا اب تو مٹائے ڈنڈے
ہے وہ استاد برا جو کہ جمائے ڈنڈے
ہے وہ شاگرد بھی بدھو کہ جو کھائے ڈنڈے
چھین لے ہاتھ سے استاد کے ڈنڈا کوئی
بدلے ڈنڈے کے کھلا دے ہمیں انڈا کوئی

سیدہ فرحت بچے کے ذریعے صرف اپنے اسکول سے ڈنڈے کی لعنت کو ختم نہیں کرنا چاہتیں بلکہ پوری دنیا سے ڈنڈے کی حکومت کو نابود کرنے کی تاکید کر رہی ہیں، اسی کے ساتھ وہ اس استاد کے تشدد کو کوستی ہیں جو معصوم بچوں پر ڈنڈوں کی بارش برساتا ہے اور اس بچہ کو بھی موردالزام ٹھہراتی ہیں، جو اُس ضرب کو برداشت کر رہا ہے۔

لیکن اگلے شعر میں وہ اس بات کا فیصلہ سنا رہی ہیں کہ اب بچے بیدار اور ہوشیار ہوگئے ہیں، اب ظالم اساتذہ کا تشدد برداشت نہیں کیا جاسکتا، اب ڈنڈوں کی جگہ انڈے کھائے جائیں گے، یعنی محبت اور شفقت کا دور دورہ ہوگا، بند ملاحظہ فرمائیں:

اب نہ اسکول میں ڈنڈے کی خدائی ہوگی
سارے ڈنڈوں کی زمانے سے صفائی ہوگی
زور سے ڈنڈے کے ہرگز نہ پڑھائی ہوگی
اب تو اسکول میں انڈوں کی کھلائی ہوگی
چھین لے ہاتھ سے استاد کے ڈنڈا کوئی
بدلے ڈنڈے کے کھلا دے ہمیں انڈا کوئی

تشبیب کے بعد گریز کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے سیدہ فرحت نے کمال فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے پیشین گوئی کے طور پر کہا ہے کہ اب فرسودہ نظام تعلیم کا دور پس منظر میں گیا، اب اگر کوئی شخص مار کے ذریعے تعلیم دینا چاہے تو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا:

لد گیا اب تو وہ ڈنڈوں کا زمانہ صاحب
ہو چکا اب تو طریقہ یہ پرانا صاحب
جو محبت کا نہ گُر آپ نے جانا صاحب
پھر تو دشوار ہوا پڑھنا پڑھانا صاحب
چھین لے ہاتھ سے استاد کے ڈنڈا کوئی
بدلے ڈنڈے کے کھلا دے ہمیں انڈا کوئی

آخری بند میں سیدہ فرحت نے شاعری اور بلندی خیالی کا خوبصورت امتزاج پیش کرتے ہوئے کہا ہے، جس میں وہ متمنی ہیں کہ اب کوئی طالب علم مدرسے سے روتا بلکتا گھر نہ آئے، بچہ اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر اسکول گیا ہے، جس کا اسے ملال ہے، اس لیے اس کی اشک شوئی کے طور پر اسے استاد کی صورت میں وہاں شفیق باپ مل جائیں جو اسے محبت اور نرمی سے تعلیم کے میدان میں آگے لے جائیں:

سر پہ ڈنڈے پڑیں ہرگز نہ یہ افتاد آئے

طالب علم نہ کرتا ہوا فریاد آئے
کاش بھولا ہوا شفقت کا سبق یاد آئے
باپ کے روپ میں اسکول میں استاد آئے
چھین لے ہاتھ سے استاد کے ڈنڈا کوئی
بدلے ڈنڈے کے کھلا دے ہمیں انڈا کوئی

سالوں پہلے کہی گئی یہ نظم آج کے تناظر میں حرف بحرف صادق آ رہی ہے، اسی لیے شاعر کو کہا جاتا ہے کہ وہ آج کے منظر نامے میں مستقبل بعید کو پرکھ کر شاعری کرتا ہے اور ماحول کو دور اندیشی کے قالب میں ڈھال کر الفاظ کا خوبصورت جامہ پہنا دیتا ہے۔

❁ ❁ ❁ ❁

آخری گزارش

(۱) ماہنامہ ''افکار'' آپ کو کیسا لگا؟؟ ضرور بتائیں، ہمیں آپ کے مفید مشوروں اور حوصلہ افزا، تبصروں کا انتظار رہے گا۔ ان شاء اللہ منتخب تبصروں کو ''افکار'' کے صفحات میں جگہ دی جائے گی۔

(۲) مضمون نگار حضرات اپنے مختصر دینی و علمی اور ادبی و فکری مضامین مدیر افکار کے واٹساپ پر ارسال فرمائیں۔

(۳) ماہنامہ ''افکار'' پی ڈی ایف کے علاوہ مطبوعہ شکل میں بھی دستیاب ہے، خواہش مند حضرات ''ہارڈ کاپی'' کے لیے رابطہ کریں۔

شکریہ (ادارہ)

موبائل اور واٹساپ نمبر: 809070-7844